بریانی چینی جارحیت کی زد میں

ڈاکٹر محمد اکرم ندوی، آکسفورڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج (۱۶ اگست ۲۰۲۲م) کو عمرہ کے مبارک سفر کے بعد قطر ایئرویز کی ایک فلائٹ پر مدینہ منورہ سے واپسی ہوئی۔ جہاز دوحہ میں رکا۔ دوسری فلائٹ میں ایک گھنٹہ کا وقفہ تھا۔ قطر کے دوستوں کو ایئرپورٹ سے سلام کیا۔ یہاں سے لندن کی فلائٹ ساڑھے تین بجے روانہ ہوئی۔ سیٹیں کشادہ تھیں، کمپیوٹر کے استعمال میں کوئی خاص تنگی نہیں تھی، اپنے کام میں لگ گیا۔ درمیان میں وضو کرکے ظہر اور عصر کی نماز بھی جمعاً و قصراً پڑھی۔

اس دوران جہاز میں لنچ پیش کیا گیا۔ ایئر ہوسٹ نے تین قسم کے کھانے گنائے، آخر کے دو کھانوں کے نام ذہن کی گرفت میں نہ آسکے۔ پہلا نام سنا تو صاف لگا کہ "بریانی" ہے۔ بریانی ہے بھی اس کی مستحق کہ اس کا نام سرفہرست رہے۔ اور جب مختلف انواع و اقسام کے کھانے ہوں تو نظر انتخاب بریانی ہی پر پڑے۔ آج تک مشرق سے لے کر مغرب تک میری ملاقات کسی ایسے بدذوق انسان سے نہیں ہوئی جس نے بریانی کی موجودگی میں کوئی اور ڈش چنی ہو۔ انگریز بھی بریانی کو راجح قرار دیتے ہیں۔ میرے نزدیک بریانی کے سید الطعام ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہی ہے۔ سفید چمڑی کے لوگ کوئی چیز پسند کریں اور اس میں ایرے غیرے نتھو خیرے کوئی نقص نکال دیں، یہ حادثہ جانکاہ دجال کے رونما ہونے کے بعد بھی ممکن نہیں۔

ظاہر ہے کہ مجھے بریانی ہی کا مطالبہ کرنا تھا۔ لہٰذا اپنے ہندوستانی ہونے پر فخر کرتے ہوئے میں نے بریانی کا نام نامی لے لیا۔ ابھی میں نے بریانی کا لفظ زبان سے نکالا ہی تھا کہ ایئر ہوسٹ کہنے لگا: بریانی نہیں، تریانی۔ یہ ایک چینی ڈش ہے۔ یہ سننا تھا کہ میرا منہ گر گیا، فخر سے تنا ہوا سراپا ماتم کے جھنڈے کی طرح نگوں ہو گیا، زبان گنگ ہو گئی، فکر و نظر کے سارے دریچے بند ہو گئے۔ سوچنے لگا کہ فاقہ کرنا کون سی بری بات ہے۔ یکایک ایئر ہوسٹ کی آواز کان میں گونجی، سر کچھ بتائیں۔ میں نے بے دلی سے کہہ دیا، تمھیں بتاؤ، ہم بتلائیں کیا۔ اس نے کہا: سر، تریانی ٹرائی کر لیں۔ میں نے ہاں کہہ دی۔ تریانی آئی اور میں سوچنے لگا کہ کیا بریانی کا گن گانے والے تریانی چکھ سکیں گے۔

میں اسی ماتمی کیفیت میں تھا کہ ذہن نے متنبہ کیا، ذرا دیکھو، دوسرے لوگ کون سا کھانا مانگتے ہیں۔ میرے بغل میں دو شریف انسان تھے، انہوں نے بھی بریانی مانگی۔ ان سے بھی یہی بات دہرائی گئی کہ بریانی نہیں، بلکہ تریانی۔ غرض میں نے دیکھا کہ ہر شخص بریانی مانگ رہا ہے، اور اسے مل رہی ہے تریانی۔ اس سے یہ تو یقین ہو گیا کہ عرب و عجم اور مغرب و مشرق کا پسندیدہ کھانا بریانی ہے۔ اس پورے حادثہ میں یہی ایک بات ایسی تھی جو نوید مسرت دے رہی تھی۔

ڈرتے ڈرتے میں نے تریانی کی رونمائی کی ہمت کی۔ جو کچھ دیکھا وہ ایک دھچکے سے کم نہ تھا۔ وہ کیا ساعت نا ہمایوں تھی! وہ کیا وحشت کی گھڑی تھی! بریانی باسمتی چاول سے بنتی ہے، یہاں تو امریکی چاول بھی نہ تھا، بلکہ سرے سے چاول ہی نہیں تھا۔ اس کی جگہ روٹی کا ایک ٹکڑا تھا۔ یہ ٹکڑا زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ گوشت کی ایک بوٹی ضرور تھی، لیکن وہ چاروں طرف سے آلو اور غیر مانوس سبزیوں کے نرغہ میں تھی۔ جب اس تریانی کو چکھا تو "ایک قطرۂ خوں نکلا" کا منظر تھا۔ نالوں کا ہجوم، آہوں کا سماں، دل و جگر پر خوں، اور خلد بریں میں قفس حزیں کا عالم۔

تریانی کی اس رونمائی کے بعد مجھ پر جو گزری ہے اس کی دنیا میں صرف ایک مثال ہے۔ مگر افسوس کہ ہم فیمنزم کے جس عہد زریں میں جی رہے ہیں اس میں وہ مثال نہ زبان پر آسکتی ہے نہ نوک قلم پر۔ اگر میں نے انجام سے چشم پوشی کرتے ہوئے اس ناگفتنی کو گفتنی بنا دیا تو یقیناً مجھ پر ہتک عزت کا مقدمہ چلے گا اور میں خدانخواستہ قید و بند کی سزا بھگتنے پر مجبور ہو جاؤں گا۔

طالب علمی کے دوران ندوہ کی کینٹین میں ناشتہ کے وقت ایک روپیہ کی ایک پلیٹ بریانی ملتی تھی، جس پر تبصرہ کرتے ہوئے ہم تھک گئے تھے، اور ہمارے الفاظ و تعبیرات کے سارے خزانے معدوم ہو گئے تھے، گو کہ ہم خود کو لغتہائے اردوئے معلی کا قارون سمجھتے تھے۔ بریانی یا تو دوپہر کو کھائی جاتی ہے، یا پھر رات کو۔ ناشتہ میں بریانی ندوہ کی کینٹین کے علاوہ دنیا کے کسی خطہ میں نہیں ملتی، اور ستم بالائے ستم یہ کہ یہ ناشائستگی نوابوں کے شہر رشک فردوس بریں لکھنؤ میں ہو رہی تھی۔ وہ بریانی وہ بریانی تھی کہ اگر کسی کو بریانی سے متنفر کرنا ہو تو اسے ایک بار ندوہ کی کینٹین کی بریانی کھلا دی جائے۔ حالانکہ اسی ندوہ میں سال بھر میں ایک بار حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے بریانی کی دعوت ہوتی تھی۔ وہ کیا بریانی ہوتی تھی۔ آج بھی کام و دہن اس کی لذت سے سرشار ہیں۔

ندوہ کینٹین کی بریانی کی مثال میں ہمیشہ ہدایت النحو اور الکافیہ سے دیتا تھا۔ یہ دونوں کتابیں نحو کے نام پر ایک بھونڈے مذاق سے کم نہیں۔ ابن حاجب کو صَرف پر کمال حاصل ہے، چنانچہ ان کی کتاب الشافیہ کا آج تک کوئی جواب نہیں، اور استرابادی کی شرح نے تو واقعی اسے معراج پر پہنچا دیا۔ اسی ابن حاجب نے جب الکافیہ لکھی تو سیبویہ، ابن جنی، ابو علی فارسی، جرجانی، زمخشری وغیرہ کی ارواح کو جو تکلیف ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ ملا جامی نے اس پر شرح لکھ کر بدذوقی کی حدیں پار کر دیں۔ جامی نے یوسف و زلیخا سے جو بدنامی کمائی تھی، یہ شرح لکھ کر اسے دھونا چاہا، لیکن بات بجائے بننے کے اور بگڑ گئی۔

ہالی ووڈ نے فلموں میں نام کمایا، تو ہندوستانیوں نے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہندوستانی فلموں کے شہر بمبئی کو بالی ووڈ بنا دیا۔ چین نے بریانی کو جس طرح تریانی کیا ہے، اس کے بعد میں ندوہ کی کینٹین کی بریانی، ہدایت النحو، کافیہ، شرح ملا جامی اور بالی ووڈ پر کئے گئے اپنے سارے تبصروں سے توبہ کرتا ہوں، اور اس بات کا صدق دل سے اعتراف کرتا ہوں کہ اگر بریانی تریانی ہو سکتی ہے، تو ندوہ کی کینٹین کی بریانی بھی بریانی کہی جا سکتی ہے، ہدایت النحو، کافیہ اور شرح جامی کو بھی نحو کی کتاب شمار کیا جا سکتا ہے، اور بالی ووڈ کو بھی ہالی ووڈ کے مدمقابل کھڑا کیا جا سکتا ہے۔

ابھی میں یہ سطریں لکھ ہی رہا تھا کہ ایئر ہوسٹ گزرا اور خوشی سے پوچھنے لگا کہ کھانا کیسا لگا؟ ظاہر ہے کہ وہ تعریف کا منتظر تھا، اور اخلاقیات کا بنیادی اصول ہے کہ کسی کا دل نہ دکھایا جائے، اور اگر کوئی نیک کام کرے تو اس میں برائی نہ نکالی جائے، اور وہ بات بہت ناگوار ہو تب بھی اس میں اچھائی کا کوئی پہلو تلاش کرکے اس کی تعریف کر دی جائے۔ مگر آج میں اخلاقیات کے اس اصول پر کاربند ہونے میں ناکام رہا۔ چین کی یہ حرکت دیکھ کر مجھے ان لوگوں سے سو فیصد اتفاق ہو گیا جو کہتے ہیں کہ چین ہی یاجوج ماجوج ہے۔ اگر میں عمرہ کے مبارک سفر سے واپس نہ ہو رہا ہوتا، اور اگر میرا تعلق اہل علم کے خاندان سے نہ ہوتا تو ایئر ہوسٹ کے اس سوال پر اپنا ہوش کھو بیٹھتا، پیمانۂ صبر لبریز ہو جاتا، اور میں ان لوگوں میں شامل ہو جاتا جو دل کی باتیں لبوں پر لا کر دکھ سہتے ہیں اور نیک نامی گنوا بیٹھتے ہیں۔

ALAWRAAQ
Publications
www.alawraaq.com